صوفی عبدالحفیظ صاحب کشمیری

علم کی فضیلت.........قرآن وحدیث کی روشنی میں

الحمد لله و سلم علیٰ عباده الذین اصطفیٰ. اما بعد.

معلوم کرنا چاہئے کہ علم ایک ایسی بے بہا دولت ہے کہ خدا کی صفتوں میں سے ایک اعلیٰ صفت ہے علم سے اسم علیم بنا ہے۔ اگر یہ صفت خدا میں نہیں پائی جاتی تو وہ خدائی کے لائق بھی نہیں ہوتا بلکہ علم کی وجہ سے خدا ہے اس سے معلوم ہوا کہ علم کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اور تم کو تھوڑا علم ملا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ انسان کیسا ہی عالم مدبر اور کیسا ہی دور اندیش ہو لیکن علمی حیثیت سے ناقص ہی ہے۔ علمی کمال تو خدا ہی کے لئے مخصوص ہے۔ جیسا کہ فرمایا لیس کمثله شیء اس کی ذات وصفات بے مثل ہیں۔ مندرجہ ذیل آیتوں پر غور فرمائیں۔

(۱) ان الله علیم بذات الصدور (آل عمران) اللہ سینے والی باتوں کو جانتا ہے

(۲) ان الله بکل شیئی علیم (بقرہ) بے شک اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا علم ہے

(۳) یعلم ماتکسب کل نفس (رعد) ہر ایک شخص کے اعمال کا علم ہے۔

(۴) وسع ربی کل شیئی علما (انعام) میرا رب نے علم سے ہر شے کو گھیر لیا ہے

(۵) ولا یحیطون بشیئی من علمه (بقرہ) اور نہیں احاطہ کر سکتے کسی چیز کے ساتھ اس کے علم سے۔

ان آیات کے لحاظ سے اظہر من الشمس ہو گیا۔ کہ خدائی علم کے مقابلے میں انسانی علم کی کوئی حقیقت نہیں۔

چہ نسبت خاک را بعالم پاک

ایک اقتباس درج ذیل کرتا ہوں غور فرمائیے۔ [illegible] اہل علم کو دیکھتے ہیں لیکن اس ذات سے بے خبر رہتے ہیں جس نے علم کو پیدا کیا جس نے معلومات کو پیدا کیا جس نے علم اور معلومات میں وابستگی دی

جس نے سوچنے والا دماغ سمجھنے والا دل سننے والے کان بولنے والی زبان پیدا کی یہی تو وہ آلات ہیں جن پر وجود علم کا انحصار ہے ہمہ شما کی تو کیا حقیقت ہے علم الٰہی کے مقابلے میں ''فرشتوں نے بھی اپنی لاعلمی کا اعتراف کیا ہے چنانچہ مذکور ہے **قالو سبحانک لا علم لنا الاماانک انت العلیم الحکیم** (بقرہ) کہا انہوں نے پاک ذات ہے تو نہیں علم ہے ہم کو ان چیزوں کا مگر جو کچھ سکھایا تو نے ہم کو بے شک تو بڑا ہی علیم و حکیم ہے۔ اس سے صریح واضح روشن ہوگیا کہ انسان کو جو کچھ بھی علم سے حصہ ملا ہے اسی کے علم دریا کے ناپید کنارہ کے قطرات واثرات ہیں اور بس' بنی نوع انسان میں سب سے اول جسے اس علم سے سرفراز وممتاز فرمایا وہ یہی ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں جنہیں اسی علم کی بدولت ملائکہ مقدسہ پر بھی فضیلت دی گئی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

- **وعلم ادم الاسماء کلها ثم عرضهم علی الملائکة** (سورہ بقرہ آخری آیت)

خدائے تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو سارے نام سکھائے

پھر ان اشیاء کو فرشتوں پر پیش کیا کہ ان کے نام بتادیں لیکن انہوں نے اپنی لاعلمی ظاہر کی پھر حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ اے آدم علیہ السلام تو بتادے چنانچہ آدم علیہ السلام نے بتادیئے چنانچہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر برتری وفضیلت دی گئی اور فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو وہ سب کے سب حکم رب کی تعمیل کے لئے سجدہ میں گر پڑے

م کے بڑے بڑے فضائل ومرتبے ہیں علم اگر نہ ہوتا تو انسان وحیوان میں کوئی تمیز باقی نہ رہتی اور نہ برے بھلے کا کسی کو امتیاز ہوتا۔ علم ایک ایسی دولت ہے کہ اس کا ہر کوئی محتاج ہے اور اس کی سب کو ضرورت ہے خواہ وہ کسی طبقہ کا ہو۔ بادشاہ ہو یا فقیر۔ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ' غلام ہو یا جاہل بغیر اس کے مثل کا بدن بے روح کے ہیں۔

علم ایک ایسا جوہر ہے کہ اس میں سے جس قدر بھی بیباکی سے صرف کیا جائے اسی قدر اس میں فراوانی ہوتی ہے بخلاف دولت کے اس میں سے اگر خرچ کیا جائے تو تمام ہوجائے۔

علم ایک ایسا گوہر ہے کہ ہمیشہ سینے میں پوشیدہ رہتا ہے اگر چور چوری کرنا چاہے ڈاکو ڈکیتی کرنا

چاہے تو ہر چیز کا صفایا کر دے مگر علم ایک ایسا مونس و غمخوار ہے کہ ہمدم کا ساتھی ہے۔ **رب زدنی علما**

خدائے تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر اپنا احسان جتلایا ہے کہ (**الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم**) خدا وہ ذات ہے کہ جس نے علم سکھایا جو نہیں جانتا تھا یہ خدا کے شایان شان اس کی قدرت ہے کہ جس کو چاہتا ہے بذریعہ قلم کے سکھاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بلا قلم کے سکھاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نور کا علم بلا قلم اور بلا استاد کے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔

ولا تحرک به لسانک لتعجل به ان علینا جمعه وقرانه (سورہ قیامہ) اے نبی قرآن کے دہرانے کے لئے زبان نہ ہلا اس خیال سے کہ تو اس کو جلدی سے یاد کرے۔ ہمارے ذمہ ہے اس کو جمع کرنا اور اس کا پڑھنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت تھی کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا حفظ کرانا' پڑھانا اور جمع کرنا اور عام انسان کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ (قرآن) ایک سرکش اونٹ کی طرح ہے۔ اس کو مضبوطی سے باندھو ورنہ بھاگ جائے گا لہٰذا قرآن کی تلاوت اور حفظ میں ہمیشہ لگے رہو۔ ورنہ سینے سے نکل جائے گا (تفسیر ترجمان القرآن (مصنف نواب صدیق حسن خاں) یہ علم کبھی اذہان دماغ میں ہوتا ہے کبھی لسان زبان اور کبھی کتاب بابستان میں غرضیکہ ذہنی' لفظی' رسمی ٹھیرا اور رسمی مستلزم ہے ذہنی و لفظی کو بغیر عکس کے۔

علم کے مرکز و منبع تین ہیں دماغ' زبان' سرانگلیاں نوک قلم بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔ دماغ میں جو آئے ذہنی ہے اور جو زبان پر جاری ہو وہ لفظی ہے یہ دونوں صورتیں بے عکس ہیں یعنی ان کی کوئی صورت و شکل نہیں ان کی کوئی رسم و لفظ نہیں لہٰذا ممکن ہے کہ کچھ عرصہ گزر جانے پر ذہن سے نکل جائے اور زبان پر جاری نہ ہو سکے بلکہ نسیا منسیاً ہو جائے اور تیسری صورت جو رسمی و بالعکس ہے (بصورت رسم الخط) وہ چیز تحریر میں مقید ہوتی ہے لہٰذا وہ تو ضائع نہیں ہو سکتی۔ میرا اپنا تجربہ ہے کہ عبارت متعدد مرتبہ پڑھوں تو بھی ذہن نشین نہیں ہوتی۔ اگر ایک مرتبہ لکھوں تو ازبر ہو جاتی ہے۔

اگر معلم کسی کو کتاب کے الفاظ مشکلہ کے معنی ومطالب ورسم الخط ذہن نشین کرنے کو کہے تو اس کے لئے آسان صورت یہی ہے اسے لکھوا کر سمجھایا جائے۔اس کی مثال یوں سمجھئے کہ کسی کاریگر کا بنا ہوا کپڑا دیکھا۔ کسی لوہار کے بنائے ہوئے اوزار دیکھے۔کسی معمار کی بنائی ہوئی عمارت دیکھی تو اس دیکھنے سے نہ کپڑا بننا آیا نہ اوزار بنانے آئے اور نہ عمارت بنانی آئی البتہ اس کام کو اگر خود انجام دیں تو انشاء اللہ العزیز ضرور کامیابی ہوگی البتہ میرے خیال میں معلمین پڑھانے سے زیادہ طالب علم کو لکھانے کی مشق کرائیں تو حصول علم میں بڑی آسانی ہوجائے۔

قلم گوید کہ من شاہد جہانم
قلم کش رابدولت بے رسانم

اللہ عزوجل نے قسم کھائی ہے چنانچہ ارشاد ہے ن والقلم ومایسطرون (سورہ قلم) قسم ہے قلم کی اور جو لکھتے ہیں بعض مفسرین نے لکھنے والوں سے فرشتے مراد لئے ہیں۔بہرکیف جو کچھ بھی ہو اس سے قلم اور کتابت کی بڑی فضیلت نکلتی ہے قلم ایک بڑی نعمت ہے اگر یہ نہ ہوتی تو علم دنیا سے ناپید رہتا قلم ہی کو اللہ تعالیٰ نے پہلے پیدا کیا اور حکم کیا کہ لکھ چنانچہ قلم نے عرض کیا لکھوں؟ فرمایا جو ہو رہا ہے اور جو قیامت تک ہوتا رہے گا چنانچہ قلم نے لوح محفوظ میں سب کچھ لکھ لیا کتابت کی تاکید قرآن مجید سے بھی ثابت ہے کہ آپس کے معاملات یادداشت کے لئے لکھو۔لہٰذا لکھنا ضروری امر ٹھہرا

حاصل کلام یہ کہ حصول علم کا طریقہ بذریعہ قلم آسان تر ہے اور تحصیل علم تو لازمی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة (مشکوۃ باب العلم)

طلب کرنا علم کا فرض ہے ہر مسلمان مرد وعورت پر اس لئے کہ ہمہ وقت اس کی ضرورت ہے خواہ امور دنیاوی ہوں یا امور دین بغیر اس کے انجام نہیں پاسکتے مثلاً طریقہ نماز کو سمجھنے کے لئے علم کی ضرورت ہے احکام زکوۃ کو معلوم کرنے کے لئے علم کی ضرورت ہے مناسک حج سیکھنے کے لئے علم کی ضرورت ہے

علاوہ ازیں تمام دینی احکام کی ضرورت ہے بلا اس کے چارہ نہیں الغرض دینی امور کے علاوہ دنیوی امور پر بھی نگاہ ڈالئے تو ہر آن اور ہر وقت اس کی ضرورت ہے تجارت میں زراعت میں ملازمت صنعت وحرفت میں زن وشوہر کے تعلقات میں اٹھنے بیٹھنے' کھانے پینے' سونے جاگنے' چلنے پھرنے اور لوگوں سے ملنے جلنے میں علی ہذا القیاس کوئی ایسی بات نہیں جہاں علم کی ضرورت نہ ہو۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تحصیل علم کو ضروری اور لابدی سمجھ کر فرض کر دیا ہے اس حدیث سے حصول علم کی اہمیت وضرورت ہر مسلمان مرد و عورت پر ثابت ہے کہ اپنی بساط کے موافق ہر کوئی اس سے بہرہ اندوز ہو۔ دوسری حدیث فرمائی کہ

لا حسد الافی اثنین رجل آتاہ اللہ مالا فسلطہ علی ھلکتہ فی الحق و رجل آتاہ اللہ الحکمۃ فھو یقضی بھا ویعلمھا (متفق علیہ مشکوۃ باب العلم)

روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ نے نہیں ہے حسد" دو شخصوں پر ایک وہ شخص کہ دیا اس کو اللہ نے مال اور توفیق دی اس کو خرچ کرنے کی (یعنی مناسب مصرف پر فضول نہیں) اور دوسرا شخص ہے کہ دیا اس کو اللہ تعالیٰ نے علم) پس وہ حکم کرتا ہے ساتھ اس کے اور سکھاتا ہے اس کو

حسد کے متعلق فرمایا ہے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے کہ جس طرح لکڑی کو آگ باوجود اس کے دو شخصوں پر حسد کو جائز رکھا۔ ایک وہ مالدار کہ اپنا مال کو اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق خرچ کرتا ہے دوسرا وہ شخص کہ اللہ نے اس کو علم دیا اس کے بموجب لوگوں کو حکم کرتا ہے اور سکھاتا ہے وہ حسد اس طرح کا ہے کہ خدا مجھے بھی مال دے تو میں بھی اس طرح خرچ کروں خدا مجھے بھی علم دے تو میں بھی اسی طرح لوگوں کو فائدہ پہنچاؤں نہ کہ خدا اس کے بجائے مجھے ہی دے اور اس سے چھین لے نعوذ باللہ من ذالک اس حدیث سے علم۔ عالم [illegible] کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔

رب زدنی علما

☆☆

☆☆